



## سوال

(408) مرد عورت کے خرچ کا ذمہ دار ہے مگر اسے تنگی میں نہ ڈالا جائے

## جواب

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

میرے اور میری بیوی کے درمیان مالی معاملات کے بارے میں بہت زیادہ اختلافات رہتے ہیں وہ مجھ سے ہر وقت مہنگی اشیاء کا مطالبہ کرتی رہتی ہے اور میری مالی حالت اس کی اجازت نہیں دیتی، میں نے شادی سے پہلے اسے اور اس کے میکیے والوں کو اپنی مالی حالت کے بارے میں بھی بتایا تھا۔ اب میں اور وہ ہمیشہ جھگڑے میں رہتے ہیں وہ مجھے بخیل اور میں اسے فضول خرچ ہونے کا الزام لگاتا ہوں، اب مجھے اس مشکل میں کیا کرنا چاہیے جو کہ علیحدگی تک جا پہنچی ہے؟

## الجواب بعون الوهاب بشرط صحیحہ السؤال

و علیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلوة والسلام علی رسول اللہ، أما بعد!

بیوی کے حقوق میں سے عظیم حق یہ ہے کہ خاوند اس پر خرچ کرے اور اس کا نان و نفقہ برداشت کرنا بندے کے لیے اللہ تعالیٰ کے قرب اور اطاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہے نفقہ ان اشیاء پر مشتمل ہے کھانا پینا، لباس، رہائش، اور بیوی اپنے بدن اپنی بہتر رونق قائم رکھنے کے لیے جس چیز کی محتاج ہو۔ آپ نے جو یہ ذکر کیا ہے کہ آپ کی بیوی نفقہ میں کمی کا شکایت کرتی ہے اللہ تعالیٰ نے یہ بتایا ہے کہ مرد بھی عورتوں پر خرچ کرنے والے ہیں ان کا خرچ مردوں کے ہی ذمہ ہے اور اسی وجہ سے انہیں گھر میں سربراہی اور عورتوں پر فضیلت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے کہ:

"مرد عورتوں پر حاکم ہیں اس وجہ سے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس وجہ سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کیے ہیں۔" (النساء: 34)

خرچ کے وجوب پر قرآن و سنت اور اہل علم کا اجماع دلالت کرتا ہے۔

قرآن میں ہے کہ:

وَعَلَى الْمَوْلُودِ لَهُ رِزْقُهُنَّ وَكِسْوَتُهُنَّ بِالْمَعْرُوفِ لَا تُكَلَّفُ نَفْسٌ وِزْرًا شَيْئًا

۲۳۳ ... سورة البقرة

"اور جن کے بچے ہیں ان کے ذمہ ان کا روٹی کپڑا ہے جو دستور کے مطابق ہو ہر شخص اتنی ہی تکلیف دیا جاتا ہے جتنی اس میں طاقت ہو۔"

اور ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے کچھ اس طرح فرمایا ہے:

وَأَنْ كُنْ أُولَىٰ عَمَلٍ فَلْيَقْتُوا عَلَيْهِنَّ يَتَّخِذْنَ لَكُمْ مَلَأْنَ

1 ... سورة الطلاق



"اور اگر وہ حمل والیاں ہوں تو ان پر خرچ کرو حتیٰ کہ وہ اپنا حمل وضع کر دیں۔"

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے دن خطبہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا:

"عورتوں کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرو کیونکہ وہ تمہارے پاس قیدی ہیں انہیں تم نے اللہ تعالیٰ کی امان کے ساتھ حاصل کیا ہے اور ان کی شرمگاہوں کو اللہ تعالیٰ کے کلمے کے ساتھ حلال کیا ہے اور ان کا تم پر نان و نفقہ اور لباس (واجب) ہے لہذا طریقے کے ساتھ۔" (مسلم (1218) کتاب الحج باب حجۃ النبی)

حضرت عمرو بن حواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حجۃ الوداع میں انہوں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا:

"عورتوں کے ساتھ لہجھا بٹاؤ کرو اور میری نصیحت قبول کرو وہ تو تمہارے پاقیدی ہیں تم ان سے کسی چیز کے مالک نہیں لیکن اگر وہ کوئی فحش کام اور نافرمانی وغیرہ کریں تو تم انہیں بستروں سے الگ کر دو اور انہیں مار کی سزا دو لیکن شدید اور سخت نہ مارو اگر تو وہ تمہاری اطاعت کر لیں تو تم ان پر کوئی راہ تلاش نہ کرو۔ تمہارے تمہاری عورتوں پر حق ہیں اور تمہاری عورتوں کے بھی تم پر حق ہیں۔ (ان پر تمہارا حق یہ ہے کہ جسے تم ناپسند کرتے ہو وہ اسے تمہارے گھر میں داخل نہ ہونے دیں خبردار! تم پر ان کے حق بھی ہیں کہ ان کے ساتھ لہجھا بٹاؤ کرو اور انہیں کھانا پینا اور رہائش بھی اچھے طریقے سے دو۔" (حسن صحیح ابن ماجہ (1501) ارواء الغلیل (1997) ترمذی (1163) کتاب الرضاع باب ما جاء فی حق المرأة علی زوجها احمد (3/426) البوداود (3334) ابن ماجہ (1851)

اور معاویہ بن حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! ہم پر کسی ایک بیوی کا حق کیا ہے؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"جب تم خود کھاؤ تو اسے بھی کھلاؤ اور جب خود لباس پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے چہرے کو بد صورت نہ کہو اور چہرے پر نہ مارو۔" (حسن صحیح - صحیح البوداود (1875) کتاب النکاح باب فی حق المرأة علی زوجها البوداود (2142) ابن ماجہ (1850) کتاب النکاح باب حق المرأة علی الزوج ابن حبان (4175)

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ کہا کہنا ہے:

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ کہا کہنا ہے:

امام خطابی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس حدیث میں عورت کے نان و نفقہ اور لباس کا وجوب پایا جاتا ہے اور وہ خاوند کی حسب استطاعت ہوگا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے خرچہ و لباس کو بیوی کا حق قرار دیا ہے۔ تو پھر خاوند حاضر ہو یا غائب ہر حال میں عورت کو یہ دینا ہوگا اور اگر اس کے پاس فی الوقت یہ موجود نہ ہو تو خاوند کے ذمہ واجب حقوق کی طرح یہ بھی قرض شمار ہوگا۔

اور وہب رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں:

حضرت عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ایک غلام نے انہیں کہا کہ میں بیت المقدس میں ایک مہینہ قیام کرنا چاہتا ہوں تو عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسے کہنے لگے کیا تو نے اس مہینے کا لپنے گھر والوں کو خرچہ دے دیا ہے؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں۔ تو وہ کہنے لگے لپنے گھر واپس جاؤ اور انہیں ایک ماہ کا راشن دے کر آؤ کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ:

"آدمی کو یہی گناہ کافی ہے کہ وہ جس کی کفالت کرتا ہے اسے ضائع کر دے۔" (صحیح البوداود، البوداود (1692) کتاب الزکاة باب فی صلۃ الرحم ارواء الغلیل (894) صحیح الجامع الصغیر (4481)

صحیح مسلم کی روایت میں یہ لفظ ہیں :-

"آدمی کے لیے یہی گناہ کافی ہے کہ جس کی خوراک کا ذمہ دار ہے اس سے (ہاتھ) روک لے۔" (مسلم (996) کتاب الزکاة باب فضل النفقة عیال و المملوک نسائی (295) احمد (2/160) حاکم (1/451) حمیدی (599)

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"یقیناً اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار سے اس کی رعایا کے بارے میں سوال کرے گا کہ آیا اس نے ان کی حفاظت کی یا انہیں ضائع کر دیا حتیٰ کہ مرد سے اس کے گھر والوں کے بارے میں بھی سوال ہوگا۔" (حسن صحیح الجامع الصغیر (1774)

اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ کی قسم! تم میں سے کوئی ایک جنگل میں جا کر لکڑیاں کاٹے اور اسے اپنی پٹھ پر اٹھا کر نیچے اور اس کے ساتھ غنا حاصل کرے اور اس میں سے صدقہ و خیرات کرے اس سے بہتر ہے کہ وہ کسی کے سامنے دست سوال دراز کرے اور پھر وہ اسے دے یا نہ دے اور اوپر والا (دینے والا) ہاتھ نیچے والے (لینے والے ہاتھ) سے بہتر ہے، اور جو لوگ آپ کی کفالت میں ہیں ان سے شروع کرو۔" (مسلم (1042) کتاب الزکاة باب کراحتہ لمسائے ناس بخاری (2074) کتاب البیوع باب کسب الرجل و عملہ بیدہ ترمذی (680) کتاب الزکاة باب ما جاء فی النہی عن المسائے نسائی (2583) احمد (7493) شرح السنۃ للبخاری (1615) بیہقی (4/195) حمیدی (1056) ابن حبان (3387)

امام ابن قدامہ رحمۃ اللہ علیہ کا کہنا ہے کہ جب شوہر بالغ ہوں تو ان کی بیویوں کا نان نفقہ بالاتفاق واجب ہے صرف نافرمان بیوی کا واجب نہیں یہ بات امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کی ہے۔ (المغنی لابن قدامہ (7/564)

مذکورہ بالا دلائل سے ثابت ہوتا ہے کہ آدمی پر اس کے گھر والوں کا خرچہ اور ان کی ضروریات پوری کرنا واجب ہے اور بہت ساری احادیث میں اس کی بطور خاص فضیلت بھی بیان کی گئی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ بیوی کو بھی یہ علم ہونا چاہیے کہ خاوند پر صرف اسی حساب سے خرچ واجب ہے جس قدر اس میں طاقت ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا بھی فرمان ہے:

لِيُنْفِقْ ذُو سَعَةٍ مِّن سَعَتِهِ وَمَن قَدَّرَ عَلَيْهِ رِزْقًا فَلْيُنْفِقْ مِمَّا آتَاهُ اللَّهُ لَا يُكْفِلُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا مَاتِهَا... ۷ ... سورة الطلاق

"کشاہدی والے کو اپنی کشاہدی سے خرچ کرنا چاہیے اور جس پر اس کا رزق تنگ کیا گیا ہو اسے چاہیے کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے اسے دے رکھا ہے اس میں سے (حسب توفیق) دے۔ اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

اس لیے بیوی کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مطالبات میں کثرت کر کے لپٹنے خاوند کے معاملات میں مشکلات اور دشواری پیدا کرے۔ کیونکہ ایسا کرنا حسن معاشرت نہیں۔ اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جب آپ بیوی کے جائز مطالبات کو تسلیم کرتے ہوئے اس کے معقول مطالبات مان لیں اور بیوی کو بغیر احسان جتلائے اور بغیر تکلیف دیے یہ یاد دہانی کرائیں کہ آپ نے اس کے کتنے مطالبات پورے کیے ہیں جب طاقت تھی تو انہیں کتنی جلدی پورے کر دیا کرتا تھا اور بیوی کو اس پر راضی کریں کہ جب طاقت ہوگی تو پھر ایسا ہی ہوگا لیکن ابھی فوری طور پر مزید مطالبات سے رک جائے۔

اسی طرح اس سے بڑے زم لہجے میں بغیر کسی لڑائی اور غصہ کے گفتگو کریں اور اسے سمجھائیں کہ جو کچھ وہ مانگ رہی ہے وہ باقی خرچہ پر اثر انداز ہوگا مثلاً گھر کے کرایہ وغیرہ پر اگر وہ نہیں ملے گی تو یہ سب خرچے آسان ہو جائیں گے۔ اس طرح کی بات کر کے ممکن ہے آپ اسے کچھ مطالبات میں کمی کرنے پر راضی کر سکیں۔ آپ کے علم میں ہونا چاہیے کہ مالی کمی اس وقت جاتی رہتی ہے۔ جب کوئی اچھی بات اور چھ وعدے کیے جائیں، حسن خلق اور لہجہ معاملہ اس تنگی کو جس میں آپ مبتلا ہیں ختم کر دے گا اس لیے آپ صبر و تحمل اور لہجے انداز سے معاملات کو چلائیں اور اس کے ساتھ ساتھ بیوی کو نصیحت کرتے رہیں۔



اگر اس کے باوجود بھی زندگی میں تنگی ہو اور آپ دونوں کے درمیان حالت اس حد تک پہنچ جائے کہ آپ دونوں کسی صورت بھی کھٹے نہ رہ سکتے ہوں تو پھر ایسی حالت میں طلاق مشروع ہے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ ایسی حالت ہی طلاق ہی دونوں فریقوں کے لیے بہتر ہو جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

"اور اگر وہ دونوں علیحدہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ اپنی وسعت سے ہر ایک کو غنی کر دے گا اور اللہ تعالیٰ بڑی وسعت والا اور جلنے والا ہے۔" (النساء: 130) (شیخ محمد المنجد)  
حدامہ عمدی والنداء علم بالصواب

## فتاویٰ نکاح و طلاق

ص 493

محدث فتویٰ